یزیدی لشکریوں کا انجامِ بد

مؤلف

مدظلہ العالی

علامہ مفتی محمد فیض احمد اویسی

پیشکش فقیر محمد عطاری

ابتدائیہ

دشمنان دین کی ہمیشہ سے یہ کوشش رہے ہی ہے کہ حامیان اسلام کے دلوں سے داعیٔ اسلام کی محبت و عقیدت نکال کر دلوں کو ویران کر دیں اور ملتِ اسلامیہ کی بنیادوں کو ضعیف سے ضعیف تر بنا دیں۔

نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام آپ کے اہل بیت، صحابہ کرام اور اولیاء عظام علیہم الرضوان کے ساتھ والہانہ محبت و عقیدت ایک مسلمان کی میراث ہے اور یہی حضرات ملت اسلامیہ کے روشن مینار بھی ہیں۔ انہی حضرات نے عزیمت کی وہ مثالیں قائم کی ہیں جو رہتی دنیا میں قائم رہیں گی۔ خاص کر نواسۂ رسول حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت جس نے گلشنِ اسلام کی وہ آبیاری کی جس پر ملت اسلامیہ قیامت تک فخر کر سکتی ہے۔

مگر بعض نام نہاد محققین نے اغیار کی خوشنوگی میں داعیٔ اسلام اور آپ کے اہل بیت کا دامن محبت چھوڑ کر نواسۂ رسول حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر افتراء باندھا کہ وہ باغی تھے اور یزید برحق امام و امیر ملت اسلامیہ۔ مضطرب ذہن اس طرح کے لٹریچر دیکھ کر پریشان ہو جاتا ہے۔ ان کی صحیح رہنمائی کے واسطے حضرت علامہ محمد فیض احمد اُویسی رضوی مدظلہ نے بڑے آسان پیرائے میں یزیدی یلغار کی بیخ کنی کی ہے۔

'یزید کے غازی' ایک چھوٹا سا کتابچہ ہے، مگر سمندر کو کوزے میں بند کر دیا ہے۔ یزیدی امارت کے حامیان اپنے پیش رووں کی عبرتناک موت کے اقوال پڑھ کر توبہ کے دروازے کی طرف رجوع کریں' تا کہ آخری زندگی میں عتابِ خداوندی سے بچ سکیں۔

داعی الی الخیر

قاری اعجاز احمد بدر القادری قطب شاہی

مرتضائی مسجد مدینہ آباد، فیصل آباد

نوٹ...... اس موضوع پر تفصیل درکار ہو تو مولانا محمد شفیع اوکاڑوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی کتاب 'امام پاک اور یزید پلید' کا مطالعہ کریں۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ ونصلی ونسلم علیٰ رسولہ الکریم

ہمارے دور کی بدقسمتی سمجھو یا قہر خداوندی کہ یزید جیسے ننگ اسلام کو امام برحق کہا جارہا ہے اور اس کی سیّدنا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر فتح کو فتح اسلام اور اسکے کربلا میں سادات اہل بیت کو شہید کرنے والوں کو غازی بھی کہا جارہا ہے۔ فقیر نے ان غازیوں کا انجام برباد دکھا کر اس کا نام 'یزید کے غازی' رکھا ہے' تاکہ اہل حق کو معلوم ہو کہ جن بدبخت غازیوں کا یہ حشر ہوا' ان کے امام (یزید) کا کیا حال ہوگا۔

الفقیر القادری ابوالصالح محمد فیض احمد اویسی رضوی غفرلہٗ

بہاول پور۔ پاکستان ...... ۱۳ / محرم ۱۳۹۸ھ

پیش لفظ

الحمدللہ! ہم سیّدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کی حقانیت اور شہادت پر اتنا پختہ یقین رکھتے ہیں کہ سورج کے طلوع وغروب سے بھی بڑھ کر۔ ہاں جس بدبخت ٹولہ کو امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بغاوت کے تصورات گندے ذہن میں سما گئے ہیں۔ ایسے لوگوں کیلئے فقیر کی یہ تصنیف چیلنج کی حیثیت رکھتی ہے۔ اس لئے کہ جن بدقسمتوں نے سیّدنا امام حسین اور آپ کے رفقاء (رضی اللہ عنہم) کو کربلا میں شہید کیا ان کا انجام بد بتانا ہے کہ ؎

دین ہست حسین دین پناہ است حسین
حقا کہ بنائے لا الٰہ الا اللہ است حسین

اور

قتلِ حسین اصل میں مرگِ یزید ہے
اسلام زندہ ہوتا ہے کہ ہر کربلا کے بعد

مدینے کا بھکاری الفقیر القادری

ابوالصالح محمد فیض احمد اویسی رضوی غفرلہٗ

بہاول پور۔ پاکستان ...... ۱۰ / محرم ۱۴۱۵ھ

مقدمه

فضائل سیّدنا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ

سیّدنا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بے شمار فضائل احادیثِ مبارکہ سے ثابت ہیں۔ چند یہاں عرض کردوں تاکہ یزید کے غازیوں کی بربادی پر مہر ثبت ہو۔

حضور پُرنور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی چچی سیّدہ حضرت اُم الفضل بنت حارث سیّدنا حضرت عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زوجہ ایک روز بارگاہِ رسالت مآب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں حاضر ہوئیں اور عرض کیا، یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! آج میں نے ایک خوفناک خواب دیکھا۔ سیّدالمرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے وَمَا هُوَ کیا دیکھا ہے۔ عرض کیا حضور بہت خطرناک ہے۔ فرمایا وہ کیا ہے عرض کیا حضور

رایت کان قطعة فی جسدك قطعت و رضعت فی حجری

میں نے خواب دیکھا کہ حضور کے جسمِ اطہر کا ایک ٹکڑا کاٹا گیا اور میری گود میں رکھا گیا۔

ارشادفرمایا:

رایت خیرا تلد فاطمة اِن شاءَ اللّٰہ غلاما

تم نے بہت اچھا خواب دیکھا، اِن شاءَ اللہ فاطمہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) کے ہاں ایک بیٹا ہوگا اور وہ تمہاری گود میں رکھا جائے گا۔

حضور سرورِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے فرمان کی یہ تعبیر پوری ہوئی۔ سیّدالشہداء شہزادہ کونین سیّدنا حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ ۵ شعبان ۴ھ میں سیّدنا حضرت مولا علی کرم اللہ وجہہ الکریم کے گھر حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے شکمِ اطہر سے پیدا ہوئے اور سیّدہ ام الفضل رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی گود میں دیئے گئے۔ جیسا کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا تھا۔ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ

کان اشبھم الرسول اللّٰہ صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم (بخاری)

وہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ہمشکل تھے۔

سیّدنا حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ آپ سے پوچھا گیا۔

ای اهل بیتك احب الیك اهل بیتك (مشکوٰۃ)

اہل بیت میں آپ کو کون زیادہ پیارے ہیں؟ فرمایا حسن و حسین (رضی اللہ تعالیٰ عنہما)۔

اکثر اوقات سیّدِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم خاتونِ جنت رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو فرماتے کہ میرے بیٹوں کو بلاؤ۔ جب حاضر ہوتے تو آپ فیشمهما و یضمهما الیه دونوں کو سونگھتے اور چومتے اور اپنے گلے سے چمٹاتے۔ (ترمذی۔ مشکوٰۃ)

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں، بے شک نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:

ان الحسن والحسین هما ریحانی من الدنیا (ترمذی)

حسن و حسین (رضی اللہ تعالیٰ عنہما) یہ دونوں دنیا میں میرے دو پھول ہیں۔

حضرت یعلی بن مرۃ سے روایت ہے کہ

قال قال رسول اللّٰه صلی اللّٰه تعالیٰ علیه وسلم حسین منی وانا من الحسین

احب اللّٰه من احب حسینا حسین سبط من الاسباط (ترمذی۔ مشکوٰۃ)

فرمایا نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کہ حسین مجھ سے ہیں اور میں حسین سے ہوں۔

اللہ اس سے محبت کرے جو حسین سے محبت کرے۔ حسین اسباط میں سے ایک سبط ہیں۔

﴿سبط اس درخت کو کہتے ہیں جس کی جڑ ایک ہو اور شاخیں بہت' جیسے حضرت یعقوب علیہ السلام کے بیٹے اسباط کہلاتے ہیں۔ ایسے ہی حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سبط ہیں (یہ ہے کہ اس شہزادہ سے میری نسل چلے گی اور ان کی اولاد سے مشرق و مغرب بھرے گی) دیکھئے آج سادات کرام مشرق و مغرب میں ہیں اور یہ بھی ملاحظہ کیجئے کہ حسنی سیّد کم ہیں اور حسینی سیّد بہت۔﴾

کرسی کیلئے نہیں دین کی کسمپرسی کیلئے

یزید پرستوں نے حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر یہ الزام بھی لگایا ہے کہ آپ محض اقتدار کی خاطر کربلا میں مرے۔ اسی لئے ان کے ایک مقتداء مولوی حسین علی وان بھچراں نے بلغۃ الحیر ان میں کہہ دیا۔

کور کو را نہ مرو در کربلا   تانیفتی چون حسین اندر کربلا

اندھا ہو کر کربلا میں نہ جانا کہ حسین کی طرح کسی بلا میں مبتلا نہ ہو جاؤ۔

ان کی حسین دشمنی کا بین ثبوت ہے۔ اس لئے کہ اگر نفسیاتی نقطۂ نظر سے دیکھا جائے تو معلوم ہوگا کہ دنیا میں انسان دو چیزوں کو بہت عزیز سمجھتا ہے۔ سب سے محبوب ترین چیز اس کے نزدیک اپنی زندگی ہے پھر مال و دولت۔ حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بھی بحیثیت انسان ان چیزوں سے محبت ہونی چاہیے تھی' مگر اس قسم کی نہیں جو ہمارے دور کا طرۂ امتیاز ہے۔ جس میں حرام وحلال کا امتیاز نہیں رکھا جاتا اور جائز و ناجائز کا خیال پیش نظر نہیں ہوتا۔ حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا سیاسی اور مذہبی مسلک وہی تھا جو اسلامی روح کا قدم قدم پر سچا اور حقیقی ترجمان ہے۔ امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی ذات کو آرام پسندی کی بنیاد پر ان مصائب وخطرات سے کبھی نہیں بچایا جن کیلئے جان دینا روح اسلام اور عین اخلاق ہوسکتا ہے۔ ان کی پالیسی بحیثیت انسان ہمارے دور کے بہترین سیاستدان اصحاب کی پالیسی نہ تھی، جو اپنے مفاد کی خاطر ظلم وستم کی حد تک سب کچھ کر گزریں اور اس کے باوجود خود کو حق بجانب تصور کریں اور ساتھ ہی یہ دعویٰ کریں کہ انہوں نے حق وانصاف کا دامن ہاتھ سے نہیں چھوڑا۔ ایسے سیاستدانوں کے اعمال کو دنیا ہدف تنقید بناتی ہے، لیکن اس دور کے سیاسی حالات وواقعات اور حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی پالیسی پر سینکڑوں برس کے تبصرے موجود ہیں۔ ان تمام تبصروں اور تحریروں کے مطالعے کے بعد کوئی ذوق سلیم رکھنے والا یہ نہیں کہہ سکا کہ امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی جان و مال واعزہ کو جس اخلاق و وقار اور شرافت نفس کی بناء پر قربان کر دیا وہ کسی بھی نقطۂ نظر سے یا کسی بھی حیثیت سے قابل اعتراض ہوسکتا ہے۔ یہ جذبہ ایثار وقربانی اپنی مثال آپ ہی تھا، تاریخ کے صفحات ایسی مثال پیش کرنے سے قاصر ہیں یا الفاظ دیگر ایسی خصوصیات اور ایسی اعلیٰ شرافت اخلاق کے ساتھ حق پرستی کی خاطر جان دینے والے بہت ہی کم ہوتے ہیں۔ درحقیقت واقعۂ کربلا صرف شان مظلومیت کا مظہر نہیں ہے، بلکہ اس کی عظمت واہمیت کا انحصار صرف اور صرف اس بات پر ہے کہ انسانی سیرت کی پاکیزگی اور چند مکمل انسانوں کی باکمال فطرت اس سے منسلک ہے۔ ان چند باکمال فطرت انسانوں نے عملاً وہ کام کر دکھایا جو ہمارے دور کے لوگوں سے لفظاً بھی نہیں ہوسکتا کیونکہ کسی کام کو لفظاً انجام دینے کیلئے بھی سلیقہ درکار ہے اور یہ سلیقہ ہمارے دور میں ناپید ہے۔

میدانِ کربلا کے ماویٰ مصائب یا ریگستان عرب کے جانسوز اور مہلک اثرات کا اندازہ کسی آرام گاہ میں بیٹھ کر نہیں لگایا جا سکتا۔ اس کیفیت وصعوبت کا اندازہ صرف اس صورت میں ہو سکتا ہے جب انسان براہِ راست گرم ہَوا تپتی ہوئی ریت، جانگاہ تشنگی اور اس قسم کی بیشمار زحمتوں کا تجربہ کرے پھر یہ ممکن ہے کہ جذبہ ایثار اور احساس قربانی کی اس اعلیٰ وارفع منزل پر کچھ نہ کچھ رسائی ہو سکے جہاں حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اور آپ کے متبعین اور اعزاء کی پاکیزہ فطرت سر مو نہ ہٹی اور آخر وقت تک قائم رہی۔ امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ میدانِ کربلا میں کس طرح جلوہ افروز ہیں۔ عزیز ترین گوشہ ہائے جگر کو سپرد خاک کر چکے ہیں، بہترین رفیق جدا ہو رہے ہیں، خاندان اور اہل کنبہ کسمپرسی کے عالم میں ہیں۔ مظلومیت کی فضا چھائی ہوئی ہے، خواتین کی ناموس مخالفین سے محفوظ نہیں، تیروں کی بارش ہو رہی ہے، خیمہ کے قرب وجوار میں آگ کی خندق شعلہ فشاں ہے، تشنگی وکرب سے دل و جگر کے ٹکڑے ہو رہے ہیں، عزیز مریض ومجروح ہیں، لیکن ان تمام باتوں کے باوجود حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ حقانیت اور اسلامی مفاد کی خاطر ایک غاصب اور نااہل خلیفہ کی معزولی یا استیصال یزید کی نیت سے تمام کو رخصت کر کے برد آزما ہوتے ہیں۔ حیدر کرار کے فرزند ارجمند نے وہ رن ڈالا کہ کربلا کی زمین تھرا اٹھی لڑتے لڑتے وہ تھک گئے، پھر وہ سوچنے لگے، آخر میں کیوں بے تحاشا انسانوں کا خون بہائے جا رہا ہوں ان کا ہاتھ ڈھیلا پڑ گیا، بس پھر کیا تھا چاروں طرف سے تیر برسنے لگے، تلواریں پڑنے لگیں۔ امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ بری طرح زخمی ہو گئے حتیٰ کہ وہ 23 زخم تیروں کے اور 34 زخم تلواروں کے کھا کر سر بسجدہ شہید ہو جاتے ہیں لیکن وہ یہ گوارہ نہیں کرتے کہ اس خلفشار میں وہ اپنی جان ومال اور عزیز واقارب کسی منافقت سے بچا لیں وہ اس نازک موڑ پر کسی مصلحت یا حیلے سے کام نہیں لیتے۔ یہاں یہ بات قابل توجہ ہے کہ یہ شہادت مایوسی کے عالم میں نہیں ہوتی ' ایقان وتوکل، ایمان وضمیر، شکر وصبر، ایثار وحریت کی وہ تاباں شعاعیں جو فیض نبوت سے ملی تھیں ' اس وقت بھی وہ امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہمراہ پوری طرح تابانی میں ہیں۔ امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ شہادت کی رات اس طرح دعا فرماتے ہیں:۔

خدایا تجھ کو معلوم ہے مگر میرے اصرار پر بھی میرے ساتھی میرا ساتھ نہیں چھوڑتے میرے بھائی بہن بچے سب تجھ پر قربان ہوں۔ احکم الحاکمین میری ناچیز قربانی قبول فرما۔ میری التجا ہے کہ بچوں کی محبت میرے مقصد ایثار میں (جو تیرے لئے ہے) حائل نہ ہو۔ میرے حوصلے بلند کر۔ مجھے توفیق دے کہ دشمن کے سامنے جری بن کر گلا کٹاؤں۔ عزیزوں کے جنازے اٹھاؤں مگر زبان پر شکر وصبر کے سوا کچھ نہ ہو۔

اس تقریر سے بخوبی اندازہ کیا جاسکتا ہے کہ یہ جذبہ ایثار کس نوعیت کا تھا اور مظلومیت پر رونے دھونے کی بجائے حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سیرت میں کون سی مافوق الفطرت جرأت موجود تھی' جو حق کو ناحق سے علیحدہ کرنے کیلئے بے قرار تھی۔

یہ ایثار وقربانی حصول دولت کیلئے نہیں، حصول اقتدار کیلئے نہیں، خلافت کے منصب پر فائز ہونے کیلئے نہیں، شہرت کیلئے نہیں، بلکہ صرف اور صرف خدا کی رضا کیلئے، اسلامی ثقافت کے تحفظ کیلئے، جمہوریت کیلئے، فسق وفجور، ظلم وعصیاں کو حرف غلط کی طرح مٹادینے کیلئے، یزید کی نااہلیت کا قلع قمع کرنے کیلئے۔ چنانچہ میدانِ جنگ میں امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہی کے یہ الفاظ ہیں، جنہیں راشد الخیری نے اپنی کتاب 'تاریخ شہادت' میں اس طرح لکھتے ہیں:۔

بیعت یزید ناممکن ہے، میں صبر واستقلال واستقامت وایثار وخودداری کی بنیاد مسلمانوں کیلئے رکھتا ہوں۔ تجھے بتائے دیتا ہوں کہ تیری توقعات پوری نہ ہوں گی اور دنیا تجھ کو بہت جلد اپنا کرشمہ دِکھادے گی۔ خدا مجھ کو اس دن کیلئے زندہ نہ رکھے کہ میں چندروزہ زندگی کے واسطے ایک فاسق وفاجر کی بیعت کا دھبہ بنوں۔ فاطمہ کے دامن پر داغ لگاؤں۔ خدا کا شکر ہے کہ اس نے مجھے باضمیر بنایا یہ کھٹکا تھا کہ کہیں میرا ضمیر بچوں کی محبت یا شفقتِ پدری کی بناء پر مجھ کو دغا نہ دے جائے، مگر نہیں یہ ماں کے دودھ کا اثر تھا کہ چھوٹی توقعات اور فانی ضروریات حقیقت سے مغلوب ہوگئیں اور میں سرخرو ہوکر خدا کے حضور جاتا ہوں۔

اس جذبہ ایثار میں کسی مادی مفاد کا شائبہ تک موجود نہیں اور نہ کسی ملکی ہوس کا جذبہ کارفرما ہے۔ حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی پاکیزہ فطرت جس جذبہ ایثار کی عکاسی کرتی ہے۔ اس کا تقاضا ہے کہ وہ تمام شعبہ ہائے زندگی میں نظر آئے۔ حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ہمہ قسم کی سرگرمیاں اس بات کی شاہد ہیں کہ وہ اسلامی اصولوں کو پاکیزہ عمل کا محرک سمجھتے تھے اسی لئے ۔

سر داد نہ داد دست در دست یزید   حقا کہ بنائے لا الٰہ الا اللہ ہست حسین

سر دے دیا لیکن یزید کے ہاتھ پر بیعت نہ کی۔ بخدا کلمۂ اسلام کی بنیاد حسین (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) ہیں۔

یزیدی غازیوں کا انجام

اللہ تعالیٰ ناحق قاتلین کے متعلق فرماتا ہے:

ومن یقتل مؤمنا متعمدا فجزآءہ فجھنم خالدا فیھا وغضب اللہ علیہ ولعنہ و اعدلہ عذابا عظیما

اور جو کوئی کسی مسلمان کو جان کر قتل کرے اس کی سزا دوزخ ہے' جس میں وہ ہمیشہ رہے گا۔

اس پر اللہ کا غضب اور اس کی لعنت ہے اور اللہ نے اس کیلئے بڑا عذاب تیار کیا ہے۔

فائدہ......کون نہیں جانتا کہ یزید اور اس کے غازیوں نے جتنا بے گناہوں کو تہ تیغ کیا وہ ناحق ہی تو تھے۔

امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بد دعا

حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ پیاس سے دریائے فرات پر پہنچے اور پانی پینا چاہتے تھے کہ کم بخت حصین بن نمیر نے تیر مارا جو آپ کے دہن مبارک پر لگا، اس وقت آپ کی زبان مبارک سے بے ساختہ بد دعا نکلی کہ یا اللہ! رسول اللہ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کی بیٹی کے فرزند کے ساتھ جو کچھ کیا جا رہا ہے، میں اُس کا شکوہ تجھ ہی سے کرتا ہوں۔ یا اللہ! ان کو چن چن کر قتل کر، ان کے ٹکڑے ٹکڑے فرمادے، ان میں سے کسی کو باقی نہ چھوڑ۔

دعا کا اثر

ایسے مظلوم کی بد دعا، پھر سبط رسول اللہ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) اس کی قبولیت میں شبہ کیا تھا! دعا قبول ہوئی اور آخرت سے پہلے دنیا میں ایک ایک کر کے بری طرح مارے گئے۔

امام بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے استاد کا بیان

امام بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے استاد امام زہری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ جو لوگ قتل حسین (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) میں شریک تھے ان میں سے ایک بھی نہیں بچا جس کو آخرت سے پہلے دنیا میں سزا نہ ملی ہو کہ کوئی قتل کیا گیا، کسی کا چہرہ سخت سیاہ ہو گیا یا مسخ ہو گیا یا چند ہی روز میں ملک و سلطنت چھن گئی اور ظاہر ہے کہ یہ ان کے اعمال کی اصلی سزا نہیں ہے بلکہ اس کا ایک نمونہ ہے جو لوگوں کو عبرت کیلئے دنیا میں دکھایا گیا تھا۔

یزید کا غازی اندھا ہوگیا

سبط ابن جوزی نے لکھا کہ ایک بوڑھا آدمی حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قتل میں شریک تھا، وہ دفعۃً نابینا ہوگیا۔لوگوں نے سبب پوچھا اس نے کہا کہ میں نے رسول اللہ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کو خواب میں دیکھا کہ آستین چڑھائے ہوئے ہیں۔ ہاتھ میں تلوار ہے اور آپ کے سامنے چمڑے کا وہ فرش ہے جس پر کسی کو قتل کیا جاتا ہے اور اس پر قاتلانِ حسین (رضی اللہ عنہ) میں سے دس آدمیوں کی لاشیں ذبح کی ہوئی پڑی ہیں۔ اس کے بعد آپ نے مجھے ڈانٹا اور خونِ حسین (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کی ایک سلائی میری آنکھوں میں لگادی۔ میں صبح کو اُٹھا تھا تو اندھا تھا۔

یزید کے غازی کا منہ کالا ہوگیا

حضرت علامہ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ نے نقل کیا کہ جس نے حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سر مبارک کو اپنے گھوڑے کی گردن میں لٹکایا تھا اسکے بعد اُسے دیکھا گیا کہ اس کا منہ کالا (تارکول جیسا) ہوگیا۔لوگوں نے پوچھا کہ تم سارے عرب میں خوش رو آدمی تھے تمہیں کیا ہوگیا؟ اس نے کہا، جس روز سے میں نے یہ سر مبارک گھوڑے کی گردن میں لٹکایا' جب ذرا سوتا ہوں دو آدمی میرے بازو پکڑتے ہیں اور مجھے ایک دہکتی ہوئی آگ پر لے جاتے ہیں اور اُس میں ڈال دیتے ہیں جو مجھے جھلس دیتی ہے اور اسی حالت میں چندروز کے بعد مرگیا۔

یزید کا غازی تڑپ کر مرگیا

مورخین لکھتے ہیں کہ جس شخص نے حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے تیر مارا اور پانی نہیں پینے دیا۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے ایسی پیاس مسلط کردی کہ کسی طرح پیاس بجھتی نہ تھی۔ پانی کتنا ہی پی جائے پیاس سے تڑپتا رہتا تھا۔ یہاں تک کہ اس کا پیٹ پھٹ گیا اور وہ مرگیا۔

یزیدیوں کے امام یزید کا بد انجام

تمام مورخین متفق ہیں کہ شہادت حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بعد یزید کو بھی ایک دن چین نصیب نہ ہوا۔تمام اسلامی ممالک میں خونِ شہداء کا مطالبہ اور بغاوتیں شروع ہوگئیں۔ اس کی زندگی کے بعد دو سال آٹھ ماہ اور ایک روایت میں تین سال آٹھ ماہ سے زائد نہیں رہی۔ دنیا میں بھی اس کو اللہ تعالیٰ نے ذلیل کیا اور اسی ذلت کیساتھ ہلاک ہوگیا۔ (تفصیل رسالہ 'لعنت بر یزید' میں ہے)

کوفہ پر مختار کا تسلط اور تمام قاتلانِ حسین کی عبرتناک ہلاکت

قاتلانِ حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر طرح طرح کی آفات ارضی وسماوی کا ایک سلسلہ تو تھا ہی۔ واقعہ شہادت سے پانچ ہی سال بعد ۶۶ھ میں مختار ثقفی نے قاتلانِ حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے قصاص لینے کا ارادہ ظاہر کیا تو عام مسلمان اس کے ساتھ ہوگئے اور تھوڑے عرصہ میں اس کو یہ قوت حاصل ہوگئی کہ کوفہ اور عراق پر اس کا تسلط ہوگیا اور اس نے اعلانِ عام کردیا کہ قاتلانِ حسین (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کے سوا سب کو امن دیا جاتا ہے اور قاتلانِ حسین (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کی تفتیش وتلاش پر پوری قوت خرچ کی اور ایک ایک کو گرفتار کرکے قتل کردیا۔ ایک روز میں دوسواڑتالیس (248) آدمی اس جرم میں قتل کیے گئے کہ وہ قتلِ حسین میں شریک تھے۔

عمرو بن حجاج زبیدی

یہ پیاس اورگرمی میں بھاگا۔ پیاس کی وجہ سے بے ہوش ہوکر گر پڑا۔ ذبح کردیا گیا۔

شمر ذی الجوشن

یہ حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں سب سے زیادہ شقی اور سخت بدبخت تھا۔ اس کو قتل کرکے لاش کتوں کے سامنے ڈال دی گئی۔

عبد اللہ بن اُسید جہنمی، مالک بن بشیر بدی، حمل بن مالک

ان سب کا محاصرہ کرلیا گیا۔ انہوں نے رحم کی درخواست کی۔ مختار نے کہا ظالمو! تم نے سبط رسول اللہ پر رحم نہ کھایا' تم پر کیسے رحم کیا جائے۔ سب کو قتل کیا گیا اور مالک بن بشیر نے حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ٹوپی اُٹھائی تھی۔ اس کے دونوں ہاتھ دونوں پیر کاٹ کر میدان میں ڈال دیئے وہ تڑپ تڑپ کر مرگیا۔

عثمان بن خالد اور بشیر بن ثمیط

اس نے امام مسلم بن عقیل کے قتل میں اعانت کی تھی۔ ان کو قتل کرکے جلادیا گیا۔

عمرو بن سعد

یہ حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مقابلہ پر لشکر کی کمان کرتا رہا۔ اس کو قتل کرکے اس کا سر مختار کے سامنے لایا گیا اور مختار نے اس کے لڑکے حفص کو پہلے سے اپنے دربار میں بٹھا رکھا تھا۔ جب یہ سر مجلس میں آیا تو مختار نے حفص سے کہا تو جانتا ہے یہ سر کس کا ہے؟ اس نے کہا ہاں اس کے بعد مجھے بھی اپنی زندگی پسند نہیں۔ اس کو بھی قتل کردیا گیا اور مختار نے کہا کہ عمرو بن سعد کا قتل تو حسین (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کے بدلے میں ہے اور حفص کا قتل علی بن حسین کے بدلہ میں ہے اور حقیقت یہ ہے کہ پھر بھی برابری نہیں ہوتی۔ اگر میں تین چوتھائی قریش کو بدلہ میں قتل کردوں تو حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ایک اُنگلی کا بھی بدلہ نہیں ہوسکتا۔

حکیم بن طفیل

اس نے حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو تیر مارا تھا۔ اس کا بدن تیروں سے چھلنی کر دیا گیا اور اسی میں ہلاک ہوا۔

زید بن رقاد

اس نے حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے بھتیجے مسلم بن عقیل کے صاحبزادے عبداللہ کے تیر مارا۔ اس نے ہاتھ سے اپنی پیشانی چھپائی۔ تیر پیشانی پر لگا اور ہاتھ پیشانی کے ساتھ خراب ہوگیا۔ اس کو گرفتار کر کے اوّل اس پر تیر امارا، پتھر برسائے گئے پھر زندہ جلا دیا گیا۔

سنان بن انس

اس نے امام کا سر مبارک کاٹنے کا اقدام کیا تھا۔ کوفہ سے بھاگ گیا۔ اس کا گھر منہدم کر دیا گیا۔

فیصلہ

قاتلانِ حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یہ عبرتناک انجام معلوم کر کے بے ساختہ یہ آیت زبان پر آتی ہے:

كذلك العذب ولعذاب الأخرة اكبر، لوكانوا يعلمون

عذاب ایسا ہی ہوتا ہے اور آخرت کا عذاب اس سے بڑا ہے۔

فائدہ..... یہ تو آخرت میں سب دیکھیں گے کہ ان ظالموں کا حشر کیسے ہوگا، لیکن اللہ تعالیٰ نے بعض نمونے دنیا میں بھی دکھا دیے۔

یزید کے غازیوں پر دُنیوی عذاب کی فہرست

☆ ظالموں کی فوج میں جو پیلے (زرد) رنگ کی گھانس رکھی تھی، وہ راکھ ہوگئی۔
☆ ان ظالموں نے اپنے لشکر میں ایک اونٹنی ذبح کی تو اس کے گوشت میں آگ کی چنگاریاں نکلتے دیکھیں۔
☆ جب اُس کا گوشت پکایا تو وہ اندرائن کی طرح کڑوا زہر ہوگیا۔
☆ ایک شخص نے حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے گستاخ باتیں کی تو خدائے جبار وقہار نے اُس پر دو آسمانی ستارے پھینکے جن سے اس کی قوت بصارت جاتی رہی۔

فائدہ..... سیّدنا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یزید کے گندے کرتوتوں کی وجہ سے مقابلہ فرمایا۔ خود اور کنبہ اور لشکر راہِ خدا میں شہید ہوئے، لیکن یزید کا انجام برباد ہوا۔

حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت کے بعد

سیّدنا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت کے بعد خبیث یزید کیلئے عیش وعشرت کے دروازے کھل گئے۔ زنا، حرام کاری اور شراب نوشی عام ہوگئی اور وہ اپنی طغیانی اور سرکشی میں اس قدر بڑھا کہ اس نے مسلم بن عقبہ کو بارہ ہزار افراد کا لشکر دے کر مدینہ طیبہ کی بربادی کیلئے بھیجا۔ ۶۳ھ میں اس لشکر نے مدینہ شریف میں آکر طوفانِ بدتمیزی برپا کیا۔

اس نامراد لشکر نے سات سو جلیل القدر صحابہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہم) کو شہید کیا اور ان کے ساتھ مزید دس ہزار عوام کو تہ تیغ کیا۔ بیشمار لڑکیوں اور عورتوں کو قید کرلیا اور دیگر افراد کے گھروں کے ساتھ اُم المؤمنین حضرت اُم سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا گھر تک لوٹ لیا۔ مسجدِ نبوی کے ستونوں سے گھوڑے باندھے اور اس مقدس مسجد کو گھوڑوں کی لید اور پیشاب سے ناپاک اور پلید کیا، جس کی وجہ سے مسلمان تین روز تک اس مسجد میں نماز ادا نہ کرسے۔ غرضیکہ اس یزیدی لشکر نے وہاں پر ایسی ایسی حرکتیں کیں کہ الفاظ میں بیان نہیں ہوسکتیں۔

جو وہاں نہ ہوتا تھا سب کچھ ہی ہوگیا　　　بیدار فتنہ ہوگیا ایمان سو گیا

حضرت عبداللہ بن حنظلہ کا بیان ہے کہ مدینہ شریف میں یزیدی لشکر نے اس قدر بری اور ناشائستہ حرکات کیں کہ ہمیں خوف ہوگیا کہ کہیں اس کی بدکاری کی وجہ سے آسمان سے پتھر نہ برسنے لگیں۔ اس کے بعد یہ لشکر مکہ مکرمہ کی طرف روانہ ہوا اور وہاں بھی یزیدیوں نے بہت سے صحابہ کرام (علیہم الرضوان) کو شہید کیا۔ خانہ کعبہ پر سنگ باری کی' جس سے جائے طواف پتھروں سے بھرگئی اور مسجد حرام کے کئی ستون ٹوٹ کر گر پڑے، ان ظالموں نے کعبہ شریف کے غلاف اور چھت تک کو جلادیا جس کی وجہ سے مکہ معظمہ کئی روز تک بغیر لباس کے رہا۔ یزید اس ظلم وتشدد کے ساتھ تین سال سات مہینے تک سلطنت پر رہا اور بالآخر ۱۵/ ربیع الاوّل ۶۴ کو ملک شام کے ایک شہر حمص میں اُنتالیس سال کی عمر میں مرگیا۔

یزید کے مرنے کے بعد عراق، یمن، حجاز اور خراسان والوں نے حضرت عبداللہ بن زبیر کے دست حق پرست پر اور اہل مصر و شام نے معاویہ بن یزید کے ہاتھ پر اسی ربیع الاوّل شریف کے مہینے میں بیعت کی۔ حضرت معاویہ یزید کا لڑکا نیک اور صالح تھا اور اپنے باپ کے افعال و عادات کو برا جانتا تھا۔ دو تین ماہ حکومت کرنے کے بعد وہ بھی اکیس سال کی عمر میں فوت ہوگیا تو مصر اور شام والوں نے بھی حضرت عبداللہ بن زبیر کے مقدس ہاتھ پر بیعت کر لی۔ اس کے کچھ دنوں بعد مروان بن حکم نے خروج کیا اور مصر و شام پر قبضہ کر لیا، پھر ۶۵ھ میں اس کے انتقال کے بعد اس کا بیٹا عبدالملک سلطنت کا مالک ہوا اور مختار بن عبید ثقفی کوفہ کا گورنر مقرر ہوا۔ مختار نے اقتدار سنبھالنے کے بعد عمرو بن سعد کو اپنے دربار میں طلب کیا، ابن سعد کا بیٹا حفص حاضر ہوا۔ مختار ثقفی نے پوچھا، تمہارا باپ کہاں ہے؟ اس نے کہا خلوت نشین ہوگیا ہے۔ یہ سن کر وہ غصہ سے کہنے لگا کہ حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت کے دن وہ کیوں خلوت نشین نہ ہوا اور اب وہ تیرے یزید کی حکومت کہاں ہے جس کی خواہش میں اس نے اولادِ پیغمبر سے بے وفائی کی تھی۔

اس کے بعد مختار ثقفی نے حکم دیا کہ ابن سعد اس کے بیٹے اور شمر لعین کی فوراً گردنیں ماردی جائیں۔ چنانچہ ان کے سروں کو قلم کر کے امام عالی مقام کے بھائی حضرت محمد بن حنفیہ کے پاس مدینہ شریف بھجوا دیا گیا، پھر شمر کی لاش پر گھوڑے دوڑا کر ریزہ ریزہ کر دیا۔ یہ شمر لعین امام عالی مقام کا قاتل اور ابن سعد اس لشکر کا سربراہ تھا۔

ہمت مردانہ

مختار ثقفی نے حکم جاری کیا کہ جو جو شخص میدانِ کربلا میں شامل تھا' اسے جہاں پاؤ مار ڈالو۔ یہ سنتے ہی لوگوں نے بصرے کی طرف بھاگنا شروع کر دیا۔ لشکر مختار نے تعاقب کرتے ہوئے جس کو جہاں پایا وہاں قتل کر دیا۔ خولی بن یزید کو زندہ گرفتار کر کے مختار ثقفی کے سامنے پیش کیا گیا۔ انہوں نے حکم دیا کہ اس کے چاروں ہاتھ پاؤں کاٹ کر سولی پر چڑھا دیا جائے اور اس کے بعد اس کی لاش کو آگ میں جلا دیا جائے۔

اس طرح قاتلانِ اہل بیت کو جس کی تعداد تقریباً چھ ہزار تھی۔ مختار نے طرح طرح کے عذاب دے کر ہلاک کرا دیا۔ جب تمام دشمنانِ اہل بیت قتل ہو چکے تو اب ابن زیاد کی باری آئی' جو واقعہ کربلا کے وقت کوفہ کا گورنر تھا ان دِنوں وہ تیس ہزار افراد کے لشکر کے ساتھ موصل میں جا رہا تھا۔ مختار ثقفی نے ابراہیم بن مالک اشتر کو فوج دے کر اس کے مقابلے کیلئے روانہ کیا۔ موصل سے پندرہ کوس دُور دریائے فرات کے کنارے پر دونوں لشکروں میں سارا دن لڑائی جاری رہی۔ بالآخر شام کے وقت ابن زیاد کے لشکر کو شکست فاش ہوئی اور وہ میدان سے بھاگ کھڑے ہوئے۔

﴿ افسوس کہ مختار ثقفی بعد کو مرتد ہوگیا اور اسی حالتِ ارتداد میں مرا۔ اُویسی غفرلہٗ ﴾

قتل عام

ابراہیم اشتر نے اپنے لشکر کو حکم دیا کہ جو دشمن سامنے آئے اس کی گردن ماردی جائے۔ چنانچہ لشکر نے تعاقب کر کے بہت سے دشمنوں کو موت کے گھاٹ اُتار دیا اور اُسی ہنگامے میں ابن زیاد بھی ۱۰ / محرم ۶۷ھ کو فرات کے کنارے عین اسی دن اور اس جگہ مارا گیا جہاں اس ظالم نابکار کے حکم سے امام عالی مقام کو شہید کیا گیا تھا۔

اژدھا اور غازی

ابن زیاد اور اس کے لشکر کے سرداروں کے سر مختار ثقفی کے سامنے لاکر رکھے گئے تو اچانک بڑا اژدھا ظاہر ہوا اور سب سروں کو چھوڑ کو ابن زیاد کے نتھنوں میں گھس گیا۔ تھوڑی دیر کے بعد منہ سے باہر نکلا پھر اندر گیا پھر باہر آیا۔ غرضیکہ تین بار اندر گیا اور پھر باہر نکل کر غائب ہو گیا۔

مؤرخین نے لکھا ہے کہ مختار ثقفی کی جنگ میں اہل شام کے ستر ہزار افراد مارے گئے اور اس طرح حدیث شریف میں اللہ تعالیٰ کا یہ وعدہ پورا ہوا کہ حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خون کے بدلے میں ستر ہزار بدبخت مارے جائیں گے۔

(ان اللّٰہ علیٰ کل شیءٍ قدیر)

فائدہ...... امام عالی مقام سیّد الشہداء حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت ایک ایسا عظیم سانحہ ہے کہ آج تک دشتِ کربلا میں بہنے والے اُن کے خون کے ایک ایک قطرے کے بدلے دنیا اپنے اشکوں کا سیلاب بہا چکی ہے اور بغیر کسی مبالغے کے یہ کہا جاسکتا ہے کہ دنیا کے کسی المناک حادثے پر اس قدر آنسو نہ بہے ہوں جس قدر اس حادثے پر بہہ چکے ہیں۔

چندیں اماں نداد کہ شب را سحر کند

چونکہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اس فتنے کا علم ہو گیا تھا۔ اسی لئے وہ آخر عمر میں یہ دعا کیا کرتے تھے کہ

'یا اللہ! میں تیرے سے پناہ مانگتا ہوں ساٹھویں سال اور نوعمروں کی امارت سے'

ہجرت سے ساٹھویں سال ہی یزید جیسے نوعمر کی خلافت کا قضیہ چلا اور یہ فتنہ پیش آیا۔ (انا للہ وانا الیہ راجعون)

فائدہ...... سیدنا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یزید کے مقابلہ کیلئے کھڑا ہونا باطل کی بالا دستی کو مٹانے اور حق کو بلند کرنے کیلئے تھا لیکن بدقسمت خارجی گروہ کہتا ہے کہ (معاذ اللہ) امام حسین رضی اللہ عنہ نے یزید کیساتھ ناحق مقابلہ کیا' اسی لئے وہ باغی ہو کر مرے۔ اس گروہ کے متعلق کچھ باتیں عرض کروں گا۔

حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا دشمن اندھا ہو گیا

محمد بن صلت ابدی نے ربیع بن منذر توری اور انہوں نے اپنے والد سے روایت کی ہے کہ ایک شخص نے آ کر امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت کی اِطلاع دی اور وہ اندھا ہو گیا جس کو دوسرا آدمی کھینچ کر لے گیا۔

حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دشمن دُنیوی عذاب میں

ابن عینیہ کا بیان ہے کہ مجھ سے میری دادی نے کہا۔ قبیلہ جعفین کے دو آدمی جناب امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قتل میں شریک تھے جن میں سے ایک کی شرمگاہ اتنی لمبی ہوئی کہ وہ مجبوراً اس کو لپیٹتا تھا اور دوسرے آدمی کو اتنا سخت استسقاء ہو گیا کہ وہ پانی کی بھری ہوئی مشک کو منہ سے لگا لیتا اور اس کی آخری بوند تک چوس جاتا۔

حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا دشمن جلتی آگ میں مرا

سدی ایک قصہ بیان کرتے ہیں کہ میں ایک جگہ مہمان گیا جہاں قتل حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تذکرہ ہو رہا تھا میں نے کہا حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قتل میں جو شریک ہوا وہ بری موت مرا۔ جس پر گفتگو کرنے والے نے کہا، اے عراقیو! تم کتنے جھوٹے ہو دیکھو میں قتل حسین (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) میں شریک تھا لیکن اب تک بری موت سے محفوظ ہوں۔ اسی لمحہ اس نے جلتے ہوئے چراغ میں اور تیل ڈال کر بتی کو اپنی انگلی سے ذرا بڑھایا ہی تھا کہ پوری بتی میں آگ لگ گئی جسے وہ اپنی تھوک سے بجھا رہا تھا کہ اس کی داڑھی میں آگ لگ گئی۔ وہ وہاں سے دوڑا اور پانی میں کود پڑا تا کہ آگ بجھ جائے لیکن آخر کار جب اُسے دیکھا تو وہ جل کر کوئلہ ہو گیا تھا اور اللہ تعالیٰ نے دنیا ہی میں دِکھا دیا کہ تیری شرارت کا یہ انجام ہے۔

ابن زیاد پر اژدھا کا حملہ

عمارہ بن عمیر نے بیان کیا کہ جب عبید اللہ بن زیاد اور اس کے ساتھیوں کے سر لا کر مسجد کے برآمدے میں برابر رکھتے گئے اور میں اس وقت ان لوگوں کے پاس پہنچا جب کہ وہ لوگ کہہ رہے تھے، وہ آ گیا وہ آ گیا کہ اتنے میں ایک سانپ نے آ کر ان سروں میں گھسنا شروع کیا اور عبید اللہ بن زیاد کے نتھنے میں گھستا اور اس میں تھوڑی دیر ٹھہر کر باہر آ جاتا۔ نا معلوم کہاں سے آیا اور کہاں گیا۔ اس واقعہ کو امام ترمذی نے بیان کر کے اس کی سند کو بھی صحیح حسن کہا ہے۔

چنگاری لگنے سے اندھا ہو گیا

امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا کہ ایک شخص نے امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو فاسق ابن فاسق کہا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے اس پر دو چھوٹے ستارے چنگاریوں کی مانند اُتار کر اُسے اندھا کر دیا۔ (صواعق، ص ۱۹۴)

یزید کے چیلے مسلم بن عقبہ کا انجام

مسلم بن عقبہ نے مدینہ طیبہ میں وارد ہوکر لوگوں کو یزید کی بیعت کرنے کی دعوت دی تو کچھ لوگوں نے جان و مال کے خوف سے بیعت کرلی۔ ایک شخص قبیلۂ قریش سے تھا اُس نے بوقت بیعت یہ کہا کہ میں نے بیعت کی مگر اطاعت پر، معصیت پر نہیں۔ مسلم نے اسے قتل کروادیا تو اس مقتول کی ماں نے قسم کھائی کہ بدلہ لوں گی۔ اگر مرگیا تو اس کی قبر کھود کر لاش جلاؤں گی۔ جب مسلم بن عقبہ مرا تو مائی صاحبہ نے غلام کو کہہ کر اس کی قبر کھدوائی جب لاش کے قریب پہنچی تو دیکھا اس کی گردن کو اژدہا لپٹا ہوا ہے اور اس کی ناک میں گھس کر اسے چوس رہا ہے۔ (ابن عساکر، جلی الفراخ)

حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا دشمن

ابونعیم اور ابن عساکر نے عمش سے روایت کی ہے کہ ایک شخص نے حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مزار مبارک پر پاخانہ کردیا (معاذ اللہ) تو وہ پاگل ہوگیا اور کتوں کی طرح بھوکنے لگا۔ جب وہ مرگیا تو اس کی قبر میں سے کتوں کے بھونکنے کی آواز آتی تھی۔

(طبقات مناوی از جمال اولیاء، ص۳۴)

فائدہ...... حقیقت میں اہل بیت رضی اللہ عنہم کا دشمن کتوں سے بھی بدتر ہے کہ دنیا کا کتا تو زندگی میں بھونکتا ہے لیکن اہل بیت کا دشمن کتا ہوکر مرتا ہے اور مرنے کے بعد بھی بھونکتا ہے۔ معلوم ہوا کہ اللہ والوں کی شخصیات ہی قابل قدر ہیں، نیز ان کے مزارات بھی احترام کے مستحق ہوتے ہیں۔

امام عالی مقام کے اونٹ

حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی قدس سرہٗ اپنی کتاب شواہد النبوۃ میں لکھتے ہیں کہ سیّدنا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے چند اونٹ جو بچ گئے تھے انہیں ظالموں نے ذبح کردیا اور اس کے کباب بنائے ان کا ذائقہ اس قدر تلخ تھا کہ ان کے گوشت میں سے کسی کو کھانے کی ہمت نہ ہوئی۔

فائدہ...... یہ سزا فرعون کی قوم کی اس سزا کے مشابہ ہے جس میں بنی اسرائیل کیلئے پانی بدستور اپنی اصلی حالت میں تھا لیکن فرعونیوں کیلئے خون بن گیا یہاں تک کہ جس برتن سے بنی اسرائیل پانی لیتے تو پانی ہی ہوتا لیکن جب فرعونی اس سے پانی لیتا تو وہ خون ہوتا۔ ان کے طعاموں میں جوئیں پڑگئیں یہاں تک کہ وہ بنی اسرائیل سے طعام لیتے تو اس میں بھی جوئیں پڑ جاتیں۔

یزید پر قہر خداوندی

یزید کے مرنے کے بعد اس کی قبر پر خشت باری کی جاتی تھی۔ اب لوگوں نے عمارتیں بنالیں ہیں۔ چنانچہ یزید کی قبر پر لوہا، کانچ گلانے کی بھٹی لگی ہوئی ہے، گویا یزید کی قبر پر ہر وقت آگ جلتی رہتی ہے یہاں تک کہ قبر کا نام ونشان تک نہیں رہا۔

ہلاکت یزید

شہادتِ حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بعد یزید کو بھی ایک دن چین نصیب نہ ہوا۔ تمام اسلامی ممالک میں خونِ شہداء کا مطالبہ اور بغاوتیں شروع ہوگئیں اس کی زندگی اس کے بعد دو سال آٹھ ماہ اور ایک روایت میں تین سال آٹھ ماہ سے زائد نہیں رہی۔ دنیا میں بھی اس کو اللہ تعالیٰ نے ذلیل کیا اور اسی ذلت کے ساتھ ہلاک ہوگیا۔

تیر مارنے والا پیاس سے تڑپ تڑپ کر مرگیا

جس شخص نے حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے تیر مارا تھا اور پانی نہیں پینے دیا تھا۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے ایسی پیاس مسلط کردی تھی کہ کسی طرح بھی نہ بجھتی تھی۔ پانی کتنا ہی پی جاتا پیاس سے تڑپتا رہتا' یہاں تک کہ اس کا پیٹ پھٹ گیا اور وہ مرگیا۔

نیرنگیٔ زمانہ

ہماری بدقسمتی سمجھئے یا نیرنگیٔ زمانہ کہ ہمارے دور میں ایسے بدبخت بھی پیدا ہوئے ہیں جو امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی موت کو باغیانہ موت سے تعبیر کرتے ہیں۔ بدمست شوم بخت خبیث یزید کو (امیر المومنین) وغیرہ۔ حالانکہ خلیفہ راشد سیّدنا عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسی شخص کو بیس کوڑے مروائے جس نے یزید کو امیر المؤمنین کہا۔

کاش! آج سیّدنا عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ زندہ ہوتے اور ہم ان سے درخواست کرتے کہ ملک پاکستان میں ایک نہیں لاکھوں اور وہ بھی عام آدمی نہیں بلکہ بڑے دیندار بلکہ دین کے اونچے ٹھیکیدار' ذرا براہِ کرم ان کی بھی خبر لیجیے۔ لیکن افسوس کہ وہ ہمارے دور سے پہلے دنیا سے رُخصت ہوئے۔ اِن شاءَ اللہ کل قیامت میں ہم کو امام حسین رضی اللہ عنہ کے جھنڈے تلے اور یہ یزید کی لنگوٹی میں' دیکھئے اس دن کیا سماں بندھے گا۔

ازالۂ وہم...... یزید پرست کہتے ہیں کہ یزید نے امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قتل کا حکم نہیں دیا تھا اور نہ ہی اس فعل سے راضی تھا یہ بھی باطل ہے۔

قال العلامة التفتازانی فی شرح العقائد النسفیہ والحق ان رضی یزید یقتل الحسین واستبشارہ بذالک واھانۃ اھل بیت النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مما تواتر معناہ وان کان تفاصیلہ احاد انتھیٰ

اور بعض کہتے ہیں کہ قتل امام (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) گناہِ کبیرہ ہے نہ کفر' اور لعنت مخصوص بکفار ہے یہ بھی غلط ہے۔ کیا نہیں جانتے ہیں کہ کفر ایک طرف خود ایذاء رسول الثقلین کیا ثمرہ رکھتا ہے۔

قال اللہ تعالیٰ ان الذین یوذون اللہ و رسولہ لعنھم اللہ فی الدنیا والآخرۃ اعدلھم عذابا مھنا

بعض کہتے ہیں کہ اس کے خاتمہ کا حال معلوم نہیں۔ شاید اس نے کفر و معصیت کے بعد توبہ کی ہو۔ وقتِ موت کے تائب ہو گیا۔ امام غزالی کا 'احیاء العلوم' میں اسی طرف رُجحان ہے۔ **(جــــواب)** توبہ کا احتمال ہی احتمال ہے۔ واہ اس بے سعادت نے اس اُمت میں وہ کچھ کیا ہے کہ کسی نے نہیں کیا۔ شہادت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ اہل بیت کے بعد مدینہ منورہ کی تخریب واہالیانِ مدینہ کی شہادت وقتل کے واسطے لشکر بھیجا۔ تین روز تک مسجدِ نبوی بے اذان و بے نماز رہی۔ اس کے بعد حرم مکہ میں لشکر کشی کرنے عین حرم کعبہ میں حضرت عبداللہ ابن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو شہید کرایا اور انہیں کی برائیاں بیان کیں۔ (واللہ اعلم)

لعنت بر یزید

اسلاف واعلام اُمت سے اس شقی پر لعن تجویز کرتے ہیں۔ چنانچہ علامہ تفتازانی نے اس پر اور اس کے اعوان پر لعنت کی ہے اور بعض نے اس معاملہ میں توقف کیا ہے۔ پس مسلک اسلم یہ ہے کہ اس شقی کو مغفرت و ترحیم سے ہرگز یاد نہ کرنا چاہئے اور اس کے لعن سے کہ عرف میں مختص بلکفار ہے۔ اپنی زبان کو روکنا چاہئے۔

اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا خان، مولانا نعیم الدین مراد آبادی، مولانا امجد علی، مولانا حشمت علی، مفتی احمد یار خان گجراتی، استاذی علامہ سردار احمد محدث اعظم پاکستان رحہم اللہ تعالیٰ کا مسلک بھی یہی ہے جو ان کی تصانیف سے واضح ہے۔ تمام اُمت کا مسلک ہے کہ یزید فاسق و فاجر، ظالم، شرابی اور حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو شہید کرنے والا، اہل بیت کی توہین کرنے والا، حرمین شریفین کی بے حرمتی کرنے والا۔ لہٰذا اس کو مغفرت وغیرہ سے یاد نہیں کرنا چاہئے۔ ہاں اختلافِ علماء ربانی کا اس مسئلہ میں ہے کہ اس پر لعنت کرنا جائز ہے یا نہیں؟ بعض لعنت کے قائل ہیں اور بعض نے خاموشی اختیار کی ہے۔ یہی مسلک راجح ہے۔ (واللہ اعلم)

حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے متعلق اُمت کا عقیدہ ہے کہ سیّدنا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ صحابی جلیل اور اہل بیت رسول ہونے، صحابی ہونے کی وجہ سے تقی القلب، نقی الباطن، ذکی النسب علی النسب و فی العلم صفی الاخلاق اور قوی العمل تھے۔ اس لئے عقائد اہلسنّت والجماعت کے اندر شامل ہے کہ ادب واحترام کے ساتھ ان سے محبت وعقیدت رکھنا۔ ان کے بارے میں بدگوئی، بدظنی، بدکلامی اور بداعتقادی سے بچنا فریضہ شرعی ہے اور ان کے حق میں بدگوئی اور بداعتقادی رکھنے والا فاسق وفاجر ہے۔

سوال...... بخاری جلد اوّل کتاب الجہاد حضرت ام حرا۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے سنا۔ آپ فرماتے تھے کہ میری اُمت کا پہلا لشکر جو قیصر روم کے شہر قسطنطنیہ پر جہاد کرے گا اس کی بخشش ہوگی۔ میں نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! میں بھی ان میں جاؤں گی آپ نے فرمایا نہیں۔

یہ جہاد سنہ ۵۲ھ میں ہوا۔ اس کا امیر لشکر یزید بن معاویہ تھا۔ اس میں بھی بہت سے صحابہ شریک تھے۔ جیسے ابن عمر اور ابن عباس اور ابن زبیر اور ابو ایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔ اس لشکر کو حضرت نے مغفور فرمایا ہے۔ لہٰذا یزید کی خلافت صحیح ہے اور وہ جنتی ہے۔ یہ خارجیوں کی سب سے بڑی دلیل ہے جو یزید پرستوں کی طرف سے پیش کی جاتی ہے اور اس حدیث سے بعض نے نتیجہ نکالا ہے کہ یزید کی خلافت صحیح ہے اور وہ بہشتی ہے۔ میں کہتا ہوں۔ سبحان اللہ!

جواب...... اس حدیث سے یہ کہاں نکلتا ہے کہ یزید کی خلافت صحیح ہے۔ کیونکہ جب یزید قسطنطنیہ پر چڑھائی کرنے گیا تھا اس وقت تک حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ زندہ تھے۔ ان کی خلافت تھی اور ان کی خلافت تا حیات باتفاق علماء صحیح تھی۔ اس لئے امام برحق جناب حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خلافت ان کو تفویض کی تھی۔ اب لشکر والوں کو بخشش ہونے سے لازم نہیں آتا کہ اس کا ہر فرد بخشا جائے اور بہشتی ہو۔ خود آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ ایک شخص خوب بہادری سے لڑ رہا تھا۔ آپ نے فرمایا، وہ دوزخی ہے۔ بہشتی اور دوزخی ہونے میں خاتمہ کا اعتبار ہے۔ یزید نے پہلے بڑا اچھا کام کیا کہ قسطنطنیہ پر چڑھائی کی، مگر خلیفہ ہونے کے بعد تو اس نے وہ گند پیٹ سے نکالے کہ معاذ اللہ امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو قتل کرایا، اہل بیت کی اہانت۔ جب سر مبارک امام کا آیا تو مردود کہنے لگا میں نے بدر کا بدلہ لے لیا ہے۔ مدینہ منورہ پر چڑھائی کی۔ حرم محترم میں گھوڑے باندھے، مسجد نبوی اور قبر شریف کی توہین کی۔ ان گناہوں کے بعد بھی کوئی یزید کو مغفور اور بہشتی کہہ سکتا ہے!!!

قسطلانی نے کہا ہے کہ یزید امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قتل سے خوش اور راضی تھا اور اہل بیت کی اہانت پر بھی اور یہ امر متواتر ہے۔ اس لئے ہم اس کے باب میں توقف نہیں کرتے بلکہ اس کے ایمان میں ہم کو کلام ہے۔ اللہ کی لعنت اس پر اس کے مددگاروں پر۔

(تیسیر الباری شرح بخاری جز ا ص ۱۲۵)

تمام مفسرین، محدثین، ائمہ کرام، علماء ربانی اولیاء یزدانی اس بات پر متفق ہیں کہ حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ حق پر تھے اور یزید فاسق و فاجر ہے۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، میری اُمت کا گمراہی پر اجماع نہیں۔

امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی و دیگر اولیاء کرام و علماء اسلام فرماتے ہیں کہ یزید بد بخت فاسقوں کے زمرہ میں سے ہے۔ اس کی بدبختی میں کسی کو کلام نہیں۔ جو کام اس بدبخت نے کیا ہے کوئی کافر فرنگ بھی نہیں کرتا۔ (مکتوبات شریف ۵۴۔۲۵۱)

هذا آخر ما رقمه قلم الفقير القادری

ابوالصالح محمد فیض احمد اویسی رضوی غفرلہٗ

بہاول پور۔ پاکستان

شب اتوار ۔ ۴ بجے ۔ ۱۰ / محرم الحرام ۱۴۱۵ھ